كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ

جب بھی ان کا کوئی گروہ پیدا ہوگا ختم کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال نکلے گا

خوارج کے شبہات

اور ان کا جواب

خطاب:

شیخ عبداللہ بن صالح القصیر

تفریغ وترجمہ:

ڈ/ اجمل منظور المدنی

عرض مترجم

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ،

حمد وثناء کے بعد:

شیخ عبد اللہ بن صالح القصیر ایک غیور سلفی عالم دین اور متحرک داعیہ ہیں، باطل تحریکوں اور جماعتوں کو ایکسپوز کرنے میں معروف ہیں، شیخ القصیر حفظہ اللہ ہیں جو موجودہ دور کے ایک نمایاں خطیب اور مملکت سعودی عرب کے اندر ایک غیور سلفی ہیں، کتاب وسنت کے پابند اور منہج کے شیدائی ہیں، شیخ نے اپنی تحریروں اور خطابات کے اندر جہاں دین اسلام کے حقیقی چہرے کو دکھایا ہے، صحیح اسلامی عقیدے اور سلفی منہج کو واضح کیا ہے۔

وہیں دوسری طرف منحرف اور باطل افکار کی حامل تنظیموں کی بھی قلعی اتاری ہے، بطور خاص دین کے نام پر تجارت کرنے والی خارجی اخوانی تنظیم کہ انکے باطل افکار اور فاسد عزائم کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

۱۳۹۷ھ میں جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ سے فارغ ہوئے، اور ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء کے تحت آپ داعی متعین کر دیئے گئے، پھر ۱۴۱۰ھ میں ریاض کے اندر مدیر الدعوہ متعین کئے گئے، ساتھ میں وزارت اسلامی کے اندر بحیثیت مشیر بھی ہو گئے یہاں تک کہ ۱۴۲۸ھ میں حکومتی امور سے مکمل دست بردار ہو گئے اور مستقل طور پر دعوت کے میدان میں لگ گئے۔

آپ اس خطاب کو یوٹیوب پر بھی دیکھ سکتے ہیں جس عنوان اور لنک درج ذیل ہے:

https://youtu.be/jG8zfNghKtY

دعاء کرتا ہوں کہ اللہ رب العالمین اس رسالے کو نفع بخش بنائے، اور عالم اسلام کے اندر حالیہ

بحران کے پیچھے نادیدہ سازشوں اور موجودہ خلفشار کے حقیقی سرپرستوں کو سمجھنے میں کارآمد بنائے، اور تمام مسلمانوں کو ہر شر و فتن سے محفوظ رکھے۔

اللہ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور توفیق دے کہ آپ کا بھی شمار ان مجاہدوں میں ہو جو حکمت و موعظت کے ساتھ کتاب و سنت کی طرف دعوت دیتے ہیں، ان ربی لسمیع الدعاء۔ آمین

کتبہ

د/ اجمل منظور المدنی

خوارج کے شبہات اور ان کا جواب

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره ونستهديه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ} [آل عمران: 102]، {يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا} [النساء: 1]، {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا * يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا} (الأحزاب: ۷۱)۔

أما بعد فإن أصدق الحديث كلام الله، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة فى النار. اما بعد:

محترم سامعین کرام! اللہ تعالی نے ائمہ ضلالت اور داعیان سوء سے آگاہ کرتے ہوئے اور ان سے ڈراتے ہوئے نیز حق وباطل کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا: (الم [1] أَحَسِبَ

النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ[2] وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ) ترجمہ: الم۔[1] کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔[2] حالانکہ بلاشبہ یقینا ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔(العنکبوت:۳)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے: (وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ) ترجمہ: اور اس عظیم فتنے سے بچ جاؤ جو لازماً ان لوگوں کو خاص طور پر نہیں پہنچے گا جنھوں نے تم میں سے ظلم کیا اور جان لو کہ اللہ بہت سخت سزا والا ہے۔(الأنفال:۲۵)۔

اسی طرح بہت ساری صحیح روایتوں کے اندر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بہت سارے فتنوں سے آگاہ کیا ہے، ان فتنوں کی شکلوں اور فتنہ پروروں کے اوصاف کو واضح کیا ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاں ایک طرف ذمیداری تھی وہیں دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے شفیق و رحیم بھی تھے تاکہ آپ کی امت ان فتنوں سے بچ سکے، ارشاد باری تعالی ہے: (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ) ترجمہ: بلاشبہ یقینا تمھارے پاس تمھی سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔(التوبہ:۱۲۸)۔

اسی ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے لیڈروں اور فتنہ پروروں سے بھی آگاہ کیا ہے یہاں تک کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اسی مقصد سے پورے ایک دن کو خاص کر دیا تھا چنانچہ فجر کے وقت سے لیکر مغرب کے وقت تک آپ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے صرف نماز کیلئے اترتے پھر دوبارہ منبر پر چلے جاتے اور فتنوں کی تفصیل بتاتے، انکی تفصیل، ان فتنوں کے سرداروں اور انکے اوصاف پر روشنی ڈالتے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اسی خطبے کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو ہمیں سب سے زیادہ جانکار رہے وہی اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے، مزید کہا کہ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں اور انکے داعیوں کے بارے میں پوری تفصیل بتادی تھی، اور اس کی پوری تفصیل آپ کو کتاب الفتن کے عنوان سے حدیث کی تقریبا تمام کتابوں میں مل جائے گی خواہ وہ صحیحین ہو یا سنن کی دیگر کتابیں۔ ان میں صحیح روایات ہیں، کچھ حسن کے درجے میں ہیں اور کچھ ضعیف ہیں مگر انکے شواہد ہیں اور کچھ صحابہ کے آثار ہیں، صحابہ کرام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے بارے میں جو کچھ سنا نصیحت اور خیر خواہی کی بنیاد پر نیز تبلیغ دین کی خاطر اپنے بعد والوں تک پورا کا پورا بلاکم وکاست پہونچا دیا۔

اسی ضمن میں یہ حدیث بہت مشہور ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، يَقُولُ:" كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟، قَالَ: نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟، قَالَ: قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، قُلْتُ:

فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ، قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟، قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ".

ترجمہ: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہو گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن اس خیر میں کمزوری ہو گی۔ میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہو گی؟ فرمایا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں اچھی ہوں گی لیکن بعض میں تم برائی دیکھو گے۔ میں نے پوچھا کیا پھر دور خیر کے بعد دور شر آئے گا؟ فرمایا کہ ہاں جہنم کی طرف سے بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں جھٹک دیں گے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ان کی کچھ صفت بیان کیجئے۔ فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان (عربی) بولیں گے۔ میں نے پوچھا: پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت

اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا کہ پھر ان تمام لوگوں سے الگ ہو کر خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔(صحیح بخاری: ۷۰۸۴)۔

یہ امت جن گمراہ اور فتنہ پرور جماعتوں اور فرقوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا ہوئی ہے اور جو مرور زمانہ کے ساتھ اپنے سروں کو ابھارتے رہے ہیں اور امت مسلمہ کیلئے مصیبت بنتے رہے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ نقصان پہونچانے والے دو بڑی جماعتیں ہیں: ایک غالی شیعہ روافض جو اہل بیت سے اپنے مزعومہ ائمہ کے تعلق سے عصمت کے قائل ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل انہیں کو خلافت کے مستحق مانتے ہیں، اور وہ ہمیشہ سے انکی مزعومہ مظلومیت کو بیان کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ خلافت کو ان سے چھین لیا گیا اور ان پر ظلم ڈھایا گیا، اور اسی بنیاد پر وہ تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، بطور خاص علمائے امت اور حکمرانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ اپنے علاقوں کے سوا دوسروں کو دار حرب مانتے ہیں۔اسی بنیاد پر وہ وہاں کے مسلمانوں کے جان و مال کو حلال کرتے ہیں۔

دوسرا فتنہ پرور گروہ اور جماعت خوارج ہیں، یہ جاہل اور اکھڑ قوم ہوتی ہے، کتاب وسنت سے دور قرآن کو کم سمجھنے کی وجہ سے معنی کی غلط تاویل کرتی ہے، منجملہ تمام اسلام کے احکام میں یہ سنت سے استدلال نہیں کرتے۔

گمراہ جماعتوں اور فرقوں میں یہ دونوں جماعتیں سب سے زیادہ بری اور خطرناک ہیں، کیوں کہ یہ صرف فکر واعتقاد اور تنظیر پر اکتفا نہیں کرتی ہیں بلکہ یہ جب بھی موقع پاتے ہیں اور استطاعت رکھتے ہیں تو تلوار سونت کر میدان تکفیر میں نکل جاتے ہیں اور امت مسلمہ کا خون حلال کر کے اسے ایک

طرف سے قتل کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور یہ صرف قتل ہی نہیں بلکہ ہر طرح کی سنگ دلی مظاہرہ کرتے ہیں اور اللہ کی زمین فتنہ وفساد مچاتے ہیں، حتی کہ اللہ کے گھروں میں بھی عبادت کرنے والوں تک کو قتل کرتے ہیں، جبکہ اللہ کو فساد بالکل پسند نہیں ہے۔

یہ ایک حقیقت ہیکہ ان دونوں جماعتوں کے اندر پہلے دشمنی تھی، دونوں ایک دوسرے سے نبرد آزما رہتے تھے، ایک دوسرے کے خلاف تھے، مگر دور حاضر میں دونوں نے اتحاد کرلیا ہے، اور آپس میں دونوں ایک دوسرے کا تعاون کرنے لگے ہیں، اسی لئے اس وقت ان دونوں کا خطرہ پہلے مقابلے کہیں زیادہ بڑھ چکا ہے، فتنے عروج پر ہیں، ان کا فساد اور ہنگامہ دو بالا ہو چکا ہے، اور انہی وجہ سے اعدائے اسلام کے یہاں اسلام کی بدنامی طرح گئی ہے، بلکہ انکی وجہ سے دین اسلام کی جس قدر بے حرمتی اور بدنامی ہوئی ہے اسکی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

یہ دونوں جماعتیں کتاب وسنت اور سلف امت کے منہج کے خلاف ہیں، بلکہ دونوں ملکر مسلمانوں ہی کے خلاف سازش کرتے ہیں، مسلمانوں ہی کے خلاف پروپیگنڈے کرتے ہیں، اعدائے اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سانٹھ گانٹھ کرتے ہیں، انکی ساری لڑائی اور جنگ حق اور اہل حق کے خلاف ہے۔

اور یہی دونوں جماعتیں سب سے پہلے منحرف ہونے والی ہیں، سب سے پہلے گمراہی کی راہ پر یہی دونوں لگی ہیں، اس لئے انکی تاریخ بہت قدیم ہے۔

خوارج کی قدامت کا پتہ آپ اسی سے لگا سکتے ہیں کہ ان کا آغاز دور نبوی ہی میں ہو چکا تھا جس وقت انکے جد امجد حرقوص ذوالخویصرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا چنانچہ بعض روایت کے مطابق اس نے کہا کہ اے محمد انصاف کیجئے، اور دوسری روایت کے مطابق اس نے کہا

کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا شامل نہیں ہے اور ایک روایت کے مطابق اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ، بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ، وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوا: أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ ". فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي "، قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ، يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ. يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہو (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں ان کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔“ اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی، گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آ کر کہا: اللہ سے ڈر اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میں نافرمانی کروں گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا (معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار نہیں جانتے۔“ پھر وہ آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔“ (یعنی جڑ پیڑ سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔ (صحیح مسلم: ۱۰۶۴)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى

فُوقِهِ قِيلَ مَا سِيمَاهُمْ ؟، قَالَ: سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، أَوْ قَالَ التَّسْبِيدُ".

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آسکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آجائے، پوچھا گیا کہ ان کی علامت کیا ہوگی؟ تو فرمایا کہ ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔" (صحیح بخاری: ۷۵۶۲)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ، يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ ". فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ: فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قُلْتُ: مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَ كَذَا، فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ، فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بعد میرے میری امت سے یا فرمایا: اب ہو گی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلقوں میں سے نیچے نہ اترے گا دین سے وہ ایسا نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے وہ دین میں وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ ابن صامت نے کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو

غفاری سے جوحکم غفاری کے بھائی ہیں اور میں نے کہا: وہ کیا حدیث ہے جو میں نے سنی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایسے ایسے؟ اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انہوں نے کہا: میں نے سنی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ (صحیح مسلم: ۱۰۶۷)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے:

حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ، وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ "، قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا، حَتَّى قَالَ: مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا، وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ، فَقَالَ

لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ، فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ، قَالَ: وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا، قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ.

ترجمہ: زید سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج پر گیا تھا انہوں نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہو گا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے آگے کچھ ہو گی اور نہ تمہارا روزہ ان کے روزوں کے آگے کچھ ہو گا قرآن پڑھ کر وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ ان کا ضرر ہو گا نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی، نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔" اگر وہ لشکر جو ان پر جائے گا جان لے اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر تو بھروسا کرے اسی عمل پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب

ان کے قتل میں ہے) اور نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں آدمی ہے کہ اس کے شانے کے سر پر عورت کے سر پستان کی مثل ہے۔ اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جاتے ہو معاویہ کی طرف اہل شام پر اور ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور اموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے کہ اس لیے کہ انہوں نے خون بہایا حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے سوا ان پر چلو اللہ کا نام لے کر۔

سلمہ بن کہیل نے کہا پھر بیان کیا مجھ سے زید نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انہوں نے کہ گزرے ہم ایک پل پر، پھر جب دونوں لشکر ملے اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اور اس نے حکم دیا ان کو کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حرورا کے دن کی تھی سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں میان سے نکال لیں اور لوگ ان سے جا ملے اور ان کو اپنے نیزوں سے کونچ لیا اور ایک پھر دوسرا مقتول ہوا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ڈھونڈو اس میں (مخدج) کو اور اس کو ڈھونڈا اور نہ پایا پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ نے کہا: اللہ اکبر! پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے۔ کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اس کے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ (صحیح مسلم:۱۰۶۶)۔

اور دوسری جماعت روافض شیعہ ہیں جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منظر عام پر آئے ہیں، اور مرور زمانہ کے ساتھ اسکے اندر غلو میں اضافہ ہوتا گیا ہے اور یہ اہل سنت مسلمانوں کے لئے مزید خطرناک ہوتے گئے ہیں یہاں تک کہ دور حاضر میں اسلام اور اہل اسلام کیلئے بہت ہی زیادہ بھیانک اور خطرناک ہیں۔

بلکہ دونوں جماعتیں ملکر مسلمانوں کیلئے بھیانک اور خطرناک شکل اختیار کئے ہوئے ہیں، اور اسلام کے سخت ترین دشمنوں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں بلکہ گدھا بن کر انکی حمالی کر رہے ہیں۔ اعدائے اسلام کی مصلحت میں عالم اسلام کے اندر جاسوسی کرتے ہیں، مسلم حکومتوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

یہ واضح ہوگیا کہ یہ دونوں جماعتیں سب سے زیادہ بھیانک اور خطرناک ہیں اسی لئے صحابہ وتابعین اور ائمہ دین نے الرد علی المخالف کے اصول کے تحت ان پر رد کیا اور ان سے آگاہ کیا ہے، ان کی گمراہیوں کو واضح کیا اور انکے شبہات کا جواب دیا ہے، باطل پرستوں کے باطل افکار ونظریات کو واضح کیا تاکہ دین کی حفاظت ہو اور مسلمانوں کی حرمتوں کو تحفظ حاصل ہو، اور باطل کا قلع قمع ہو، اور مجرمین سے امت مسلمہ آگاہ رہے، اور زمہ داری اولو الامر علماء اور امراء دونوں کی ہے، تاکہ اللہ کے دین اور اسکے بندوں کو تحفظ حاصل ہو، بلکہ ہر مکلف مستطیع مسلمان کا یہ فریضہ ہے۔ اور اسی میں ہر ایک کیلئے نصیحت اور خیر خواہی ہے جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " الدِّينُ

النَّصِيحَةُ، قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ ".

ترجمہ: سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔" ہم نے کہا: کس کی خیر خواہی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔" (صحیح مسلم: ۵۵)۔

آج کی رات ہماری گفتگو خاص طور پر خوارج پر ہوگی جن کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ دین سے نکل چکے ہیں اور یہ جہنم کے داعی ہیں، ان خوارج سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے ڈرایا ہے تقریبا ۲۷/ احادیث ان کے تعلق سے وارد ہیں، جنہیں دس سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے، اس طرح یہ روایتیں متواتر کے درجے تک پہونچی ہوئی ہیں، ان احادیث کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے اوصاف بیان کئے ہیں، انکی کارستانیوں کو واضح کیا ہے، دین کے خلاف ان کے جرائم کو بیان کیا ہے نیز ان کے شبہات سے ڈرایا ہے، بلکہ انہیں قتل کرنے پر ابھارا ہے۔

اسی طرح یہ بھی گزر چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر میں انہیں پا جاؤں تو قوم عاد کی طرح مار کر تباہ کر دوں۔ اور ایک روایت میں قوم ثمود کا ذکر ہے۔ اسی طرح ایک دوسری روایت کے اندر وارد ہوا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوارج دین سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتی ہے۔

علمائے امت نے خوارج کے تعلق سے ان اصولوں اور نبوی توجیہات کو واضح کیا اور لوگوں کو آگاہ کیا

تا کہ اللہ کے دین اور اسکے بندوں کی حفاظت ہو۔

*خوارج کے اوصاف:

انکے اوصاف احادیث کی روشنی میں بہت زیادہ بتائے گئے ہیں،سب سے واضح نشانی یہ ہیکہ یہ کم عمر ہوں گے۔کم عقل ہوں گے۔ یہ اچھی بات کہیں گے مگر دین سے نکلے ہوئے ہوں گے ویسے ہی جیسے تیر شکار سے نکل جاتی ہے۔ یہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ یہ قرآن کی غلط تاویل کریں گے۔عبادات میں تکلف کریں گے حتی کہ یہ صحابہ سے بھی زیادہ محنت کریں گے۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جب بھی خروج کریں گے مار دیئے جائیں گے،جیسا کہ اس حدیث کے اندر وارد ہوا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" يَنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ"، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ" أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً،" حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ".

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، جب بھی ان کا کوئی گروہ پیدا ہوگا ختم کر دیا جائے گا“، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے بیسیوں بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جب بھی ان کا کوئی گروہ نکلے گا ختم کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ انہیں میں سے دجال نکلے گا“۔(سنن ابن ماجہ: ۱۷۴)۔

انہیں قتل کرنے والے سب سے بہتر ہوں گے۔اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آسمان کے نیچے یہ سب سے برے مقتول ہیں۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ سب سے بہتر مقتول ہے جسے یہ قتل کریں۔مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوش خبری ہو اسکے لئے جسے یہ قتل کریں یا جو انہیں قتل کرے۔اسی طرح مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کردو کیونکہ انکے قتل کرنے میں عند اللہ اجر ہے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوزخی کتا کہا ہے۔اور صحیح روایتوں میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ دین سے نکل جائیں گے پھر واپس نہیں آئیں گے،اسی لئے علمائے امت کا ان پر حکم کے تعلق سے اختلاف ہے:

کچھ اہل علم نے انکی تکفیر کی ہے ان روایتوں سے استدلال کرتے ہوئے جن میں وارد ہوا ہے کہ یہ دین سے نکلے ہوئے ہوں گے ویسے ہی جیسے تیر شکار سے نکل جاتی ہے۔بلکہ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ پھر وہ واپس نہیں آئیں گے،اسی طرح ان روایتوں سے استدلال کرتے ہیں جن میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

جب کہ دیگر علمائے اہل سنت نے انہیں فاسق کہا ہے اور بدعتی گمراہ فرقوں میں انہیں سب سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ مانا ہے۔

انکی تکفیر یہ اسلئے نہیں کرتے کیونکہ یہ مسئلہ بہت ہی سنگین ہے،مزید یہ خود کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کلمہ توحید کا اقرار کرتے ہیں،ارکان اسلام کو قائم کرتے ہیں،لیکن جو فساد مچاتے ہیں وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی تاویل کے تحت ہے جو کہ انکی بھیانک غلطی ہے،اور چونکہ یہ زیادہ علم والے نہیں ہوتے اسی لئے انہوں نے نصوص کو غلط سمجھا اور اسی وجہ سے دیکھیں گے کہ انکی

کوئی کتاب نہیں ہے جن سے ان کے باطل عقائد اور نظریات کی وضاحت ہو بلکہ انکے بارے میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ دوسروں نے لکھا ہے انکے تصرفات اور اعمال کی روشنی میں۔

جبکہ بعض اہل علم نے ان کے تعلق سے توقف اختیار کیا ہے اور کوئی حکم نہیں لگایا ہے کیونکہ انکے نزدیک دونوں طرح کے نصوص میں کوئی کسی پر ترجیح کے لائق نہیں ہے۔

اسی طرح ان پر قتل کی تنفیذ اسی وقت کی جائے گی جب ان سے مناظرہ کر کے ان پر حجت قائم کر دی جائے جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مناظرہ کیا تھا اور اسکے بعد اکثر خوارج نے توبہ کرلی تھی پھر بقیہ سے قتال کرنے انہیں قتل کیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

جب خوارج لشکر علی (رضی اللہ تعالی عنہ) سے علیحدہ ہوئے تو وہ ایک گھر میں جمع ہو گئے۔ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اِس امر پر متفق ہو گئے کہ انہیں سیدنا علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کے خلاف جنگ کے لیے نکلنا چاہیے۔لوگ سیدنا علی کے پاس تسلسل سے آتے اور خبریں دیتے کہ خوارج اُن کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے: انہیں چھوڑ دو جب تک وہ میرے خلاف جنگ نہیں کریں گے تب تک میں انہیں کچھ نہیں کہوں گا۔مگر وہ ضرور نکلیں گے اور جنگ کریں گے۔ایک دن ظہر کی نماز کے وقت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین آج ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈی کر کے (تاخیر سے) ادا کیجیے۔ہوسکتا ہے آج میں خوارج کے پاس جاؤں اور انہیں سمجھانے کی کوشش کروں۔وہ فرمانے لگے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے میں نے عرض کی کہ: اللہ نے چاہا تو ایسا نہیں ہوگا۔

ابن عباس فرماتے ہیں : میں چونکہ خوش اخلاق تھا اور کسی کو ایذا نہیں دیتا تھا اس لیے امیر المومنین نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے ایک بہترین یمنی لباس زیب تن کیا اور خوب بن سنور کر دوپہر کے وقت اُن کے پاس پہنچا۔ میں ایسے لوگوں کے پاس گیا کہ میں نے اُن سے بڑھ کر عبادت گزار نہیں دیکھے۔ اُن کی پیشانیاں سجدوں کے نشانات سے مزین تھیں کثرت عبادت سے اُن کے ہاتھ اونٹ کے اُس حصے کی طرح ہو گئے جو زمیں پر لگنے کی وجہ سے سخت ہو جاتا ہے۔ انہوں نے ساف ستھری قمیصیں پہن رکھیں تھیں۔ اُن کے چہرے اُن کی شب بیداری کے شاہد تھے۔

میں نے انہیں سلام کہا۔

کہنے لگے : مرحبا ابن عباس (رضی اللہ تعالی عنہما) کیسے آنا ہوا؟

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ : میں تمہارے پاس انصار و مہاجرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ سنو! اُن کی موجودگی میں قرآن مجید نازل ہوا

اور وہ اس کی تفسیر و تاویل کا تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

اُن میں سے ایک گروہ کہنے لگا : قریش سے جھگڑا نہ کرو اللہ تعالی فرما چکا ہے :(بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ) ترجمہ: بلکہ وہ تو ہیں ہی جھگڑالو لوگ۔ (الزخرف: ۵۸)۔

اُن میں سے دو یا تین آدمی کہنے لگے : ہم اِن سے بات کر لیتے ہیں۔

ابن عباس رضی تعالی عنہما : تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد پر اور مہاجرین و انصار پر جو اعتراضات ہیں لاؤ پیش کرو۔ ان لوگوں پر وراآن نازل ہوا، تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اُن سے بڑھ کر قرآن کا عالم ہو۔

خوارج: ہمیں تین اعتراضات ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: بیان کرو۔

خوارج: پہلا اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے مقابلے میں انسانوں کو منصف بنایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کتاب اللہ میں موجود ہے کہ: (إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰه) ترجمہ: حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے (سورہ الانعام ۵۷)۔ اب اللہ کے اس فرمان کے بعد انسانوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کو حَکَم بنائیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: یہ تو ایک بات ہوئی، دوسری کیا ہے؟

خوارج: اُنہوں نے ایک گروہ سے لڑائی کی، ان کے لوگوں کو بھی قتل کیا لیکن نہ تو کسی کو قید کیا نہ مال غنیمت جمع کیا۔ اگر وہ مومن تھے تو پھر انہوں نے ہمارے لیے اِن سے لڑائی کرنا کیسے جائز قرار دیا اور اُن میں سے کسی کو قیدی بھی نہ بنانے دیا؟

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: تیسری چیز بیان کرو۔

خوارج: انہوں نے صلح کا معاہدہ لکھتے وقت اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لفظ مٹا دیا۔ اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں تو پھر کیا وہ امیر الکافرین ہیں؟

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: کوئی اور بات؟

خوارج: بس اتنی باتیں کافی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے اللہ کی شریعت کے معاملے میں انسانوں کو حَکَم بنایا ہے تو میں اللہ کی کتاب سے کچھ آیات تلاوت کرتا ہوں جو تمہاری بات کی تردید کریں گی۔ اگر ایسا ہوا تو کیا تم اپنے موقف سے دستبردار ہو جاؤ گے؟

خوارج: جی بلکل۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما: اللہ تعالی نے ایک خرگوش کے معاملے میں جس کی قیمت ایک چوتھائی درہم سے زیادہ نہیں ہوتی۔اپنے حُکم سے فیصلہ تحویل کر کے انسانوں کے سپرد کر دیا ہے میں نے یہ آیت کریمہ پڑھی: (يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ) ترجمہ: اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام میں ہو۔اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں (سورہ المائدہ ۹۵)۔

مرد وعورت کے معاملے میں فرمان باری تعالی ہے: (وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا) ترجمہ: اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو (سورہ النساء 35)۔میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آدمیوں کی تحکیم ایک خرگوش کے قتل اور عورت کے معاملہ میں افضل ہے یا مسلمانوں کے باہمی معاملات کی درستی اور خونریزی روکنے کے لیے افضل ہے؟

خوارج: بلکہ یہی افضل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما: یہ بات ختم ہوگئی؟

خوارج: جی ہاں

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ: جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے لڑائی کی اور مخالفین کو قید نہیں

کیا اور نہ ہی مال غنیمت پر قبضہ کیا تو مجھے یہ بتاؤ کیا تم اپنی ماں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو قیدی بنانے کے لیے تیار ہو جاتے؟ اللہ کی قسم! اگر تم نے یہ کہا کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم اسلام ہی سے نکل جاؤ گے۔ اور اگر تم نے یہ کہا کہ ہاں ہم انہیں گرفتار کرنے اور اُن کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک کرنے کے روادار ہیں تو تب بھی تم اسلام سے خارج ہو جاؤ گے۔ تم دونوں صورتوں میں گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) ترجمہ: پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (سورہ الاحزاب ٦)۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: کیا تم نے یہ بات تسلیم کر لی؟

خوارج: جی ہاں

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما: جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے نام سے امیر المومنین لا لفظ مٹا دیا تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے روز مشرکین کے نمائندوں ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ صلح نامہ تحریر کروایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہکو حکم دیا کہ وہ صلح کی شرائط تحریر کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے لکھا وہ اس تحریر کی رو سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش مکہ سے صلح کی ہے۔

مشرکین نے اس پر کہا: اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے کبھی لڑائی نہ کرتے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ تُو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اے علی! اسے مٹا دیں اور لکھیں کہ یہ

وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صلح کی ہے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہیں زیادہ افضل اور برتر ہیں اور اگر انہوں نے صلح کی خاطر اپنے نام سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دیا تو سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے ایسا کرنا کیوں کرنا جائز ہوسکتا ہے؟

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے دلائل سے لاجواب ہو کر دو ہزار خارجی تائب ہو گئے اور باقی سب لڑائی کے لیے نکلے مگر سب کے سب قتل کر دیے گئے۔

اس بحث ومناظرے کے نتیجے میں بعض خوارج نے خلیفۂ مسلمین سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی اطاعت کو دوبارہ قبول کرلیا۔ جبکہ باقی اپنی گمراہی پر قائم رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کوفہ کی مسجد میں اُن سے خطاب کیا تو وہ مسجد کے کونوں سے بولے: (لا حُکمہ الا اللہ)۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں، اس لیے کہ آپ نے لوگوں حَکَم بنایا مگر کتاب اللہ کو حَکَم نہ بنایا۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اُن کے جواب میں فرمایا: ہم تم سے تین باتوں کو وعدہ کرتے ہیں:

ا۔ ہم تمہیں مساجد میں آنے سے نہیں روکیں گے۔

۲۔ ہم مال فے میں تمہارا حصہ نہیں روکیں گے۔

۳۔ ہم تم سے لڑائی کرنے میں پہل نہیں کریں گے، بشرطیکہ تم خود ہی شر وفساد شروع نہ کردو۔

اُس کے بعد انہوں نے ایک جگہ ڈیرا جمالیا جو بھی مسلمان اُن کے قریب سے گزرتا اسے پکڑ کر قتل کر دیتے۔ اُن کی دست درازی اس حد تک بڑھی کہ انہوں نے جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن خباب بن ارت رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی قتل کر دیا اور اُن کی اہلیہ کا پیٹ پھاڑ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالی

عنہ نے اُن کو کہلا بھیجا کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ جواب میں خارجیوں نے کہا:

ہم سب نے اُسے قتل کیا ہے ۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے جنگ کی تیاری کی اور نہروان کے مقام پر ایک بھرپور لڑائی میں اِن کو بدترین شکست سے دو چار کیا۔

(یہ مناظرہ المصنف لعبد الرزاق ۱۰/ ۱۵۷، المستدرک للحاکم ۲/ ۱۵۰ میں موجود ہے اور اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے)

* صحیح بات یہی ہے کہ انکے اوصاف، عقائد اور اعمال کی وجہ سے مطلق طور پر ان کی تکفیر کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ یہ ہر زمانے میں اپنا رنگ بدلتے رہتے ہیں، ان سے مناظرہ کر کے ان پر حجت قائم کریں گے پھر جیسا جس پر ہوگا اسی طرح حکم لگائیں گے، یا تو صرف باغی اور فسادی مان کر ان سے قتال اور قتل کریں گے یا ان کی تکفیر کر کے انہیں حربی کافر مان کر ان سے قتال اور قتل کریں گے ۔ واللہ اعلم

سوال: چونکہ موجودہ دور میں خوارج کا فتنہ عروج پر ہے اسلئے اگر اختصار سے ان کے اوصاف پر گفتگو کرتے تو بہتر ہوتا، جزاکم اللہ خیرا و احسن الجزاء؟

جواب: لیکچر کے دوران انکے اوصاف پر گفتگو ہوئی ہے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔کم عمر ہوں گے ۔ اور یہ پہلے بھی پورا ہوا اور آج بھی ان کا یہی حال ہے ۔

۲۔کم عقل ہوں گے ۔ یعنی انکے اندر عقل و دانش اور نرمی کی کوئی چیز نہیں ہوگی بلکہ یہ اہل اسلام کے خلاف درندوں کی طرح سخت جان ہوں گے ۔

۳- یہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے۔
چنانچہ انہوں نے افضل ترین مسلمانوں کا قتل کیا ہے چنانچہ انہوں نے صحابہ کو قتل کیا اور صحابہ افضل شخصیتوں کو قتل کیا جیسے خلیفہ راشد عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
۴- یہ فتنوں اور آزمائشوں کے وقت حکام کے خلاف خروج و بغاوت کرتے ہیں، بیعت کو توڑ کر مخالفت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی متحدہ جماعت سے نکل جاتے ہیں۔
۵- یہ ائمہ دین اور علمائے ربانیین پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان پر بیجا اور جھوٹے الزامات لگاتے ہیں، لوگوں کو ان سے نفرت دلا کر ان سے دور کرتے ہیں۔
۶- اسی طرح یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں جبکہ اس فریضے کے نام پر یہ لوگوں کو حکومت کے خلاف ابھارے رہے ہوتے ہیں۔
۷- یہ دعوی کرتے ہیں جہاد کا جبکہ وہ فساد اور قتل وخونریزی مچا رہے ہوتے ہیں۔
۸- یہ اچھی بات کہیں گے مگر دین سے نکلے ہوئے ہوں گے ویسے ہی جیسے تیر شکار سے نکل جاتی ہے۔
۹- یہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔
۱۰- یہ قرآن کی غلط تاویل کریں گے۔
۱۱- عبادات میں تکلف کریں گے حتی کہ یہ صحابہ سے بھی زیادہ محنت کریں گے۔لیکن انکی یہ محبت چونکہ کتاب وسنت پر مبنی نہ ہی ہوگی اسلئے برباد جائے گی۔
۱۲- یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جب بھی خروج کریں گے مار دیئے جائیں گے۔
۱۳- اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوزخی کتا کہا ہے۔

۱۴-اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ آسمان کے نیچے یہ سب سے برے مقتول ہوں گے۔

۱۵-انہیں قتل کرنے والے سب سے بہتر ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ سب سے بہتر مقتول ہے جسے یہ قتل کریں۔ مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوش خبری ہو اسکے لئے جسے یہ قتل کریں یا جو انہیں قتل کرے۔ اسی طرح مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کردو کیونکہ انکے قتل کرنے میں عنداللہ اجر ہے۔

سوال: آپ نے ذکر کیا کہ یہ کم عقل جاہل ہوں گے، نصوص کو غلط سمجھ کر غلط فیصلہ کریں گے اور عبادت میں تکلف سے کام لیں گے، جیسا کہ ابن مسعود کے واقعے میں آیا ہے کہ جب وہ کوفہ کی ایک مسجد میں داخل ہوئے دیکھا کہ لوگ حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہے ہیں، ان کے سامنے کنکریاں پڑی ہیں، ہر حلقے میں ایک آدمی کہتا ہے: سو دفعہ اللہ اکبر کہو۔ یہ سن کر حلقے والے سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر کہتا ہے سو دفعہ سبحان اللہ کہو۔ یہ سن کر وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔

یہ دیکھ کر آپ نے کہا: اے امت محمد! تمہاری ناس ہو جائے، تم تو بہت جلد اپنی ہلاکت کے پیچھے پڑ گئے ہو، ابھی تک تم میں اصحاب رسول کی بھرپور تعداد موجود ہے، ابھی تک تمہارے نبی کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ان کے برتن ٹوٹے ہیں، (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا زمانہ قریب ہی ہے)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہتر دین کو اپنا رکھا ہے یا ضلالت وگمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟

اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ وہ تکلف، جہالت اور کم فہمی کا شکار تھے۔ہم چاہتے ہیں کہ انکی تاریخ اور ان اصولوں کی طرف کچھ رہنمائی ہو جائے جن پر یہ چلتے ہیں؟

جواب: دراصل ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ تم ایسی (نیکیوں کو) برائیاں تصور کرو، میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کسی نیکی کو ضائع نہیں کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ نیکی ہو)۔

اسی طرح آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح دور پھینک دیئے جائیں گے جیسے تیر پھینک دیا جاتا ہے۔پھر یہ لوگ کبھی دین میں نہیں واپس آسکتے، یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ (خود) واپس آجائے۔اور شاید انہیں میں سے تم لوگ بھی ہو۔

چنانچہ حدیث کے آخر میں راوی نے کہا کہ میں نے جنگ نہروان میں دیکھا ان میں سے اکثر خوارج کے ساتھ لڑ رہے تھے۔

اور جہاں تک انکی تاریخی گمراہیوں کا تعلق ہے جسے اہل علم نے اپنی کتابوں میں مدون کیا ہے تو سب سے پہلے یہ کہ ۱-انہوں نے افضل ترین لوگوں کی یعنی صحابہ کرام کی تکفیر کی ہے۔

۲-اسی طرح یہ گناہوں کی بنیاد پر عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔اور پھر انکے خلود فی النار کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

۳-اسی تکفیر کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کی جان و مال اور انکی تمام حرمتوں کو حلال سمجھتے ہیں۔

۴-اسی تکفیر کی بنیاد پر یہ اہل کبائر کے حق میں کسی شفاعت کے قائل نہیں ہیں خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی شفاعت ہو یا کوئی دوسری شفاعت ۔بلکہ یہ شفاعت ہی کے منکر ہیں ۔

میں نے دور حاضر کے خوارج کی ایک کتاب دیکھی جس میں خارجی مولف نے لکھا ہے کہ اہل کبائر کو ہم جنت میں جانے کا پاسپورٹ دیتے ہیں، یعنی جب تک ان کے ساتھ نہیں ملو گے تب تک اہل کبائر دوزخی شمار ہو گے ۔

۵-ان کی گمراہیوں میں سے یہ بھی ہیکہ یہ بروز قیامت رویت باری تعالی کے منکر ہیں جس طرح کہ یہ شفاعت کے منکر ہیں ۔جبکہ رویت باری تعالی کے تعلق سے احادیث متواتر ہیں ۔

۶-اسی طرح یہ پل صراط اور اس پر گزرنے کے عمل کا انکار کرتے ہیں ۔

۷-اسی طرح متاخرین خوارج صفات باری تعالی کا انکار کرتے ہیں اور انکی تاویل غلط معنوں میں لیتے ہیں ۔

۸-انکی گمراہی یہ بھی ہیکہ یہ شادی شدہ کے رجم کا انکار کرتے ہیں ۔(جیسے کہ جماعت اسلامی کے ایک اہم کارکن عنایت اللہ سبحانی نے رجم کا انکار کیا ہے)۔

۹-یہ جمعہ اور جماعت کے قائل نہیں ہیں جب تک انکی حکومت نہ ہو اور انکا اپنا امام نہ ہو ۔(جیسے کہ سید قطب جمعہ نہیں پڑھتے تھے اسی خارجی عقیدے کے مطابق)۔

۱۰-ان کی گمراہیوں میں سے ہے کہ یہ منکرات اور فواحش کے ظہور کا استغلال کرتے ہیں اور انکی وجہ سے عوام کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور امراء و حکام کو اس کا ذمیدار ٹھہراتے ہیں ۔

۱۱-اسی طرح یہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جہاد ایک زمانے سے معطل ہے ۔

عام مسلمانوں کی تکفیر کر کے انکے جان و مال کو حلال کرنا انکی سب سے بڑی گمراہی ہے اور آج بھی یہ اسی پر عمل پیرا ہیں حتی کہ حرمین کے اندر رہنے والے مسلمانوں کے خون کو حلال سمجھتے ہیں اور

وہاں بھی یہ بم دھماکے کرتے ہیں۔

انہی گمراہیوں کی بنیاد پر یہ مسلمانوں کی جماعت سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور جاہل، کم عقل اور احمق قسم کے لوگوں کو ساتھ لیکر خروج و بغاوت کرتے ہیں اور لوگوں کو مسلم حکمرانوں کے خلاف ابھارتے ہیں۔

انکی یہ ساری باتیں اور سارے عقائد اور ساری کارستانیاں اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہ کتاب وسنت کے انہیں نصوص کو لیتے ہیں جو انکی خواہشات کے مطابق ہوں اور ان کے جرائم کا ساتھ دیں۔ اسی لئے ان کا فتنہ اسلام کیلئے ہمیشہ سب سے بڑا فتنہ رہا ہے اور دور حاضر میں بھی یہ فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو انکے شر و رفتن سے محفوظ رکھے۔

سوال: چونکہ مسلمانوں سے اختلاف کی وجہ سے خوارج فرقے شکل اختیار کر چکے ہیں، کیا انکے اصناف واقسام پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

جواب: دراصل ان کے یہاں نصوص شرعیہ سے اعراض پایا جاتا ہے، یہ انہیں نصوص کی تفسیر اور شرح کرتے ہیں جو ان کی خواہشات اور نفس پرستی کے موافق ہوتے ہیں، اسی لئے یہ کبھی نصوص کی صحت پر اعتراض کرتے ہیں اور کبھی نصوص کی دلالت پر طعن کرتے ہیں، یعنی ان کے ظاہری معنوں پر طعن کرتے ہیں۔ اس وصف میں تمام باطل فرقے شامل ہیں مگر خوارج کچھ کافی ہی سخت ہیں۔

خوارج کے یہاں دین میں غلو پایا جاتا ہے مگر یہ صفت متقدمین خوارج میں تھا مگر دور حاضر کے خوارج میں بہت کم ہے، یعنی آج کے خوارج تدین بہت کم پایا جاتا ہے، بطور خاص یہ صرف چار امور میں غلو سے کام لیتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ، جہاد، حکام اور علماء کے حقوق۔

کیونکہ ان چاروں میں انکے دنیاوی مقاصد مضمر ہیں۔

چنانچہ یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے نام پر عوام کو حکمرانوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور جہاد کے نام پر فساد مچاتے ہیں اور قتل وخونریزی کا بازار گرم کرتے ہیں۔ اللہ ان کا سخت محاسبہ کرے گا کیونکہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بڑے بھیانک جرائم ہیں۔ حتی کہ یہ مسلمانوں کو مساجد میں قتل کرتے ہیں اور خود نمازوں کی جماعت معطل کئے ہوئے ہیں۔

اہل علم نے خوارج کی دو قسمیں بتلائی ہیں:

*قعدہ خوارج:

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو خروج و بغاوت کو جائز ٹھہراتے ہیں اور عوام کو بھڑکاتے ہیں، حتی کہ بم دھماکے کرنے اور قتل کرنے کو جائز ٹھہراتے ہیں اور خود خروج میں شریک نہیں ہوتے۔

یہ قعدہ خوارج اپنے فتوؤں اور بیانات میں علمائے امت کا حوالہ دیتے ہیں مگر سلف امت میں نہ یہ متقدمین سلف کا حوالہ دیتے ہیں اور نہ کہ معاصر علماء کا بلکہ ان سلف کا حوالہ دیتے ہیں جن سے کبھی کسی فتوے میں غلطی ہوگئی ہو یہ اسی غلط فتوے کو لیکر چلتے ہیں، پھر اسی کو قاعدہ اور اصول بنا لیتے ہیں۔ اس طرح یہ علماء کہ غلطیوں اور فقہاء کی رخصتوں کو لیکر اپنے باطل افکار کی بنیاد کھڑی کرتے ہیں۔

ان قعدہ خوارج کا یہ گھناؤنا طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ ان نصوص کو چھپاتے ہیں جو خوارج کے خلاف وارد ہوئے ہیں، اور ان کو منظر عام پر نہیں آنے دیتے اور جو بیان کرتے ہیں ان پر مختلف قسم کے الزامات لگاتے ہیں یا پھر انہیں نصوص پر ہی طعن کرنے لگتے ہیں اور انکا مذاق اڑاتے ہیں۔

اسی طرح ان قعدہ خوارج کا ایک گھناؤنا طریقہ یہ بھی یہ حکام کی غلطیوں اور انکے عیوب کو شمار

کرتے ہیں جبکہ وہ بھی عوام الناس کا حصہ ہیں جیسے ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں ان سے بھی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

وہ غلطیاں ممکن ہے جان بوجھ کر کرتے ہوں جیسے دوسرے لوگ کرتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کسی مصلحت میں مجبوراً انکا ارتکاب کرتے ہوں، ممکن ہے سہواً وہ غلطیاں ہوتی ہوں، یہ بھی ممکن ہے ملک پرکسی بڑی مصیبت سے بچنے کیلئے ایسا کرتے ہوں۔علی الاقل وہ بھی عوام الناس کا حصہ ہیں۔

اس طرح یہ خوارج ان غلطیوں کو خروج کیلئے جواز بناتے ہیں بلکہ انہیں غلطیوں کی بنیاد پر انکی تکفیر تک کرتے ہیں۔

اسی طرح انکا ایک گھناؤنا کھیل یہ بھی ہیکہ یہ اپنے ہم فکر علماء اور کم علم متعالمین کی ایک جماعت تشکیل دیتے ہیں تاکہ وہاں سے اپنے من موافق فتاوے صادر کریں اور خود کو اسلام کا نمائندہ اور مرجع ثابت کریں۔

اسی طرح انکی کوشش ہوتی ہے کہ کہیں کسی پہاڑی یا صحرائی علاقے میں یا شہر سے دور کسی بستی میں اپنی حکومت تشکیل دے دیں اور اسی کو مرکز اسلام اور خلافت کا نام دے سکیں۔اور جاہل عوام اور کم علم متعالمین اس سے دھوکہ کھا جائیں اور ان کا ساتھ دیں۔

اس طرح کی کوشش خوارج نے صحابہ ہی کے دور سے کی ہے کہ وہ حاکم عام کی جگہ حاصل کرلیں، اور اپنے خارجی اصولوں پر حکمرانی کریں۔

میری ملاقات ایسے نوجوانوں سے ہوئی ہے کہ جو جماعت میں نماز پڑھتے ہیں مگر یہ صراحت کرتے ہیں کہ ہم اس امام کی پیروی نہیں کرتے بلکہ گھر واپس جا کر نماز کو دہراتے ہیں کیونکہ ہماری نماز اس امام کے پیچھے نہیں ہوتی، اور ہم اسکے پیچھے پڑھتے ہیں خود کو لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کیلئے۔

اسی طرح انکی گمراہی یہ بھی ہے کہ یہ مسلمانوں کے عام حاکم کی بیعت کو توڑ کر اپنے خفیہ امام اور مرشد سے بیعت کرتے ہیں، اس طرح آج کے خوارج بہت سارے امور میں روافض کے شریک کار ہیں ۔ مال، اسلحہ، جاسوسی اور بہت سارے امور میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں، یہ مال، اقتدار، شہوات وخواہشات کے رسیا ہیں ۔

*عقل وخرد سے عاری خوارج:

یہ دھوکہ میں پڑے ہوئے کم عقل اور کم فہم اور کم عمر نوجوان ہیں جنہیں برین واش کر کے قتل وخونریزی کا ایندھن بنایا جاتا ہے ۔ چنانچہ نوجوانوں اور کم عمر بچوں کو یہ لوگ شہر سے باہر لیکر انہیں دین اور جہاد کے نام پر آپ نے خارجی اصول پلاتے ہیں اور انہیں جنت اور شہادت کا سبز باغ دکھاتے ہیں اس طرح انکا برین واش کرتے ہیں ۔ اسلئے ایسے لوگوں سے متنبہ رہنے کی ضرورت ہے ۔

اس وقت یہ فتنہ عام ہے، بہت ساری جگہوں پر یہ اپنی یہ خارجی سرگرمیاں کھلے عام کرتے ہیں اور کچھ جگہوں پر چھپ کر کرتے ہیں ۔

دورحاضر میں خوارج کی ان دونوں گروہوں اور قسموں کو جاننا ضروری ہے اگر کوئی نہ سمجھ پائے تو وہ اہل علم سے ضرور ان کے بارے میں سمجھے ۔ کیونکہ یہ وقت کا بہت بڑا فتنہ ہے ۔ کیونکہ یہ امت کے نوجوانوں کو اپنی جال میں پھنساتے ہیں اور پھر انہیں کو امت کے خلاف استعمال کرتے ہیں ۔ اسلام کی بدنامی بلکہ حکام اور علماء کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں ۔

سوال: انکی گمراہیاں اور جرائم اس قدر بھیانک ہیں پھر آخر کیا وجہ ہے کہ وہ امت میں پھیلے

ہوئے اور نوجوانوں میں انہیں مقبولیت حاصل ہے؟

جواب: سب سے بڑی وجہ صحیح علم کی کمی اور نادانی ہے کہ نوجوانوں کے جذبات سے کھیل کر انہیں اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ اور اسکے لئے یہ پہلے علمائے ربانیین کی برائی کر کے ان سے متنفر کرتے ہیں تاکہ وہ صحیح علم ومنہج دور ہو جائیں اور خارجی تکفیری فتنہ پرور مفکرین سے قریب ہو جائیں جو صرف ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں اور ان خوارج کی جھولی میں انہیں آسانی سے ڈال دیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس وقت امت مسلمہ کے اندر علمائے ربانیین کی بہت کمی ہے، مگر اللہ نے اس کمی کو دوسرے طریقے سے پورا کر دیا ہے، اور وہ معاصر میڈیا اور سوشل میڈیا ہے کہ جس کے توسط سے ہم اپنی باتیں پوری دنیا تک پہونچا سکتے ہیں۔

دوسرا بڑا سبب خوارج کے شبہات اور اعتراضات کو میڈیا اور انٹرنٹ جیسے تمام وسائل اور ذرائع سے پوری دنیا میں عام کیا جا رہا ہے، اور انہیں ہر طرح کی سہولت حاصل ہے، اب شبہات و اعتراضات کے اندر لوگوں کے جذبات وعواطف سے کھیلا جاتا ہے اور امت مسلمہ کی مظلومیت کا حوالہ دیکر خود کو مسیحا ثابت کیا جاتا ہے، اور دور حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے، اسے سمجھنے اور بچنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح یہ بعض علمائے امت کے ان مرجوح اور شاذ فتووں کا استغلا ل کر کے اور انکا نام لیکر امت کو بیوقوف بناتے ہیں جن سے انکے باطل فکر کی تائید ہوتی ہو۔

سوال: آپ نے ذکر کیا کہ خوارج عصر حکمرانوں کے خلاف خروج و بغاوت کرتے ہیں اور اسکے لئے عوام کو انکے خلاف بھڑکاتے ہیں، تو آخر اسکے لیے کیا شروعاتی چیزیں اور مقدمات ہیں جن پر یہ عمل کرتے ہیں؟

جواب: اسکے لئے یہ تمہیدی طور پر بہت کچھ کرتے ہیں مگر کچھ بنیادی چیزیں ہیں جو یہ انجام دیتے ہیں:

-جماعت کی تشکیل دینا

-ایک امیر اور مرشد چن کر اس سے بیعت کرنا۔

-امت مسلمہ کے خلاف بڑے حوادث اور مصائب کا استغلال کرنا۔ جیسے کہ فو ملکوں کے ہو رہی لڑائی کو، یا کسی ملک میں ہو رہے اندرونی خلفشار اور شورش کو یا دو جماعتوں کے درمیان ہو رہی لڑائی کو جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ اختلاف کے وقت نکلیں گے۔

-اسی طرح اگر کسی ملک میں حکومت کمزور ہو جائے کسی وجہ سے تو یہ اس ملک میں بغاوت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنی حکومت قائم کریں اسکے لئے دوسرے ملکوں کے خوارج بھی وہاں سفر کر کے پہونچتے ہیں۔

-خوارج کے تعلق سے ایک تاریخی بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ بنی امیہ کے خلاف جب شیعوں نے کچھ عباسیوں کے ساتھ ملکر خفیہ دعوت کا آغاز کیا اور ایک بڑی جمعیت بنالی، کچھ فوج کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح لڑ کر بنی امیہ کا خاتمہ کر دیا، یہ اس قدر بڑا فتنہ تھا کہ امت مسلمہ کے عام علماء اور داعیان حق کو مارا جا رہا تھا، اور بظاہر عباسی خلیفہ بنا کر اقتدار پر خود یہ خارجی شیعہ قابض ہونا چاہئے تھے مگر اللہ نے ابوجعفر المنصور کے ذریعے ان خوارج کا سر کچل دیا، منصور چونکہ امام مالک کا ہم سبق تھا

اور اہل علم میں اسکا شمار ہوتا تھا اس لئے اس نے اس خطرے کو بھانپ لیا اور انکا سر کچل کر رکھ دیا۔ اللہ خلیفہ منصور کو جزائے خیر دے۔

لیکن یہ مجوسی شیعہ روافض جو کہ مسلمانوں اور عرب کے سخت ترین دشمن ہیں وہ خاموش نہیں رہے، خفیہ طور پر حکومت کے خلاف کام کرتے رہے یہاں تک کہ تاتاریوں کو ابھار کر خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا۔

اسلئے یہاں کے شیعوں کو سوچ لینا چاہئے کہ یہ مجوسی روافض انکے بھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ یہ مسلمانوں اور عربوں دونوں کے دشمن ہیں۔ اور انکے خلاف یہ مسلسل سازش کرتے رہے ہیں، اور اسلام دشمن طاقتوں کا سہارا لیتے ہیں اور اسکے بدلے انکی ہر طرح سے مدد کرتے ہیں۔

اسلام سے انکی دشمنی کا اندازہ کریں کہ انہوں نے حرمین میں حجاج کرام کا قتل کیا ہے اور کئی بار موسم حج میں انہوں نے قتل وخونریزی کی ہے اور خوف و ہراس پھیلایا ہے۔ اور انکے لیڈران نے اعلان کیا ہے کہ مکہ مدینہ میں قبضہ کے وقت وہاں کشت وخون کریں گے۔

ان کا اہل بیت اور اسلام سے کوئی تعلق ہے یہ صرف مجوسی ساسانی کسروی اقتدار قائم کرنے کے فراق میں ہیں اور اسکے لئے یہ عربوں میں خوارج کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ خمینی حکومت انہیں خوارج کے سرغنہ حسن بنا، سید قطب وغیرہ کی فکر قائم ہوئی ہے، اس طرح یہ خوارج اور روافض دونوں ایک مقصد پر کام کر رہے ہیں دونوں باطنی فرقے ہیں یعنی بظاہر اسلام کا نام لیتے ہیں اور باطن میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان جماعتوں میں بہت سے بھولے قسم کے جاہل، کم علم اور کم فہم لوگ شامل ہیں مگر اصل کام جماعت کے سرغنوں اور اہم ارکان کا ہے کہ وہی پلاننگ بناتے ہیں اور

وہی سازش رچتے ہیں اور وہی باطل افکار اور نظریات قائم کرتے ہیں اور اسے عام کرتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ دور کے خواہ تکفیری خوارج ہوں یا مجوسی روافض ہوں دونوں ایک ہی سکے کے دورخ ہیں، دونوں باطنی اور پراسرار جماعت ہیں اور دونوں کا آپسی تال میل ہے اور دونوں ایک ہی مقصد میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ سب فتنوں کے سرغنہ اور شیطانی طاقت کے علمبردار ہیں، تکفیر وتفجیر کے رسیا اور تمام سازشوں کے مدبر اور پلانر ہیں۔ یہی اصل میں دین اسلام کے وہ دشمن رہے ہیں جو اندر سے اسے نقصان پہونچاتے رہے ہیں، ماضی میں بھی، دور حاضر میں بھی اور مستقبل میں بھی یہی نقصان پہونچائیں گے۔

جس طرح موجودہ دور میں اخوان المسلمون، التکفیر والھجرہ، حزب التحریر، القاعدہ، داعش، حزب اللہ اور حوثی جیسی تکفیری خارجی جماعتوں سے توحید اور اہل توحید کا نقصان ہورہا ہے مستقبل میں بھی انہیں خارجی اصولوں پہ دوسری جماعتیں وجود میں آئیں گی اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اسلئے امت سے ایسی جماعتوں سے آگاہ رہنے کی ضرورت ہے، ان سے نپٹنے اور بچنے کیلئے ہر طرح کی تیاری کی ضرورت ہے۔ یہ دور حاضر میں بہت بڑے فتنہ پرور ہیں، ان کی آگاہی ضروری ہے اور علمائے ربانیین سے انکے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہے تاکہ انکے خطرات اور شبہات سے حفاظت ہوسکے۔ اسلئے میرا پیغام یہی ہے تمام لوگوں کو کہ کتاب وسنت پر چلیں اور تمام گمراہ جماعتوں سے دور رہیں بالخصوص ان دو باطنی خارجی تکفیری جماعتوں سے جنہوں نے امت میں تباہی پھیلانے کا بیڑا لے رکھا، صحابہ اور بعد میں آنے والے سلف صالحین کے منہج پر چلیں، ارشاد باری تعالی ہے:(وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) ترجمہ: اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(التوبہ:١٠٠)۔

مزید ارشاد باری تعالی ہے:(وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا) ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔(النساء:١١٥).

چنانچہ جو سلف امت کے منہج پر نہ ہو، جو اہل سنت والجماعہ کے عقیدے پر کہ ہو جو امانت داری اور دیانتداری سے کوسوں دور ہو، جو علمائے ربانیین سے لوگوں کو دور کرے اور امت کو فتنے میں ڈالے وہ کبھی بھی مسلمانوں کا بھلا نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ ان کا دوست ہوسکتا ہے بلکہ وہ ابلیس کا ساتھی ہے اور اسی کے ایجنڈے پر کام کرتا ہے۔

اس لئے ضروری ہیکہ ہم کتاب وسنت کی طرف رجوع کریں، سلف صالح کے منہج پر قائم رہیں اور خواہشات نفس اور منحرف افکار کی پیروی سے بچیں، ارشاد باری تعالی ہے:(فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ[123] وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ[124] قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا[125] قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ) ترجمہ:

پھر اگر کبھی واقعی تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پوری طرح پیروی کی تو نہ وہ گمراہ ہوگا اور نہ مصیبت میں پڑے گا۔ [123] اور جس نے میری نصیحت سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ گزران ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ [124] کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا۔ [125] وہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تو انھیں بھول گیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جائے گا۔ (طہ:۱۲۶)۔

مزید آگے فرمایا:(وَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَى) ترجمہ: اور اسی طرح ہم اس شخص کو جزا دیتے ہیں جو حد سے گزرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے اور یقینا آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ (طہ:۱۲۷)۔

اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے وصلی اللہ وسلم و بارک علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

